روزنامہ **الفضل** ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۲۹-۷۴ | منگل ۲۶ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ ۲۹، ظہور ۱۳۶۸ ہش، ۲۹، اگست ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۹۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ مختصر اخبار

احمدیہ جماعت یو۔کے کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے بعد جو دوست واپس پاکستان تشریف لائے ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت سے ہیں اور پاکستانی احباب کو محبت بھرا سلام کہتے ہیں۔ احباب کرام حضور انور کے تمام دینی مقاصد میں کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ کی راہ میں دی جانیوالی قربانیوں کے فیض قیامت تک چلتے ہیں

صاحبزادہ عبداللطیف کی قربانی کے بعد افغان قوم آج تک مصائب میں مبتلا ہے

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سو سال کی یہ سزا اب ختم کر دے اور افغانستان کی تقدیر بدل دے

جماعت احمدیہ کے لئے لمبے عرصہ تک عید الاضحیہ کا دور پھیلا ہوا ہے

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ کے خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ سڈنی (آسٹریلیا) بتاریخ ۱۴ جولائی ۱۹۸۹ء کا خلاصہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج ۱۴ جولائی جمعہ کا دن اور ساتھ ہی عید الاضحیہ بھی ہے۔ گویا دو عیدیں یہاں اکٹھی ہوگئیں لیکن اس کے علاوہ بھی ۱۴ جولائی کو جماعت کی تاریخ میں ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اس کا اس عید سے بھی تعلق ہے جو کہ قربانیوں کی عید ہے اور آج اسی بارہ میں مَیں احباب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء سے ۲۳ سال قبل الہام ہوا کہ شَاتَانِ تُذْبَحَانِ اور آپ نے اسکی یہ تاویل فرمائی کہ جماعت کے کوئی اعلیٰ درجہ کے مخلصین قربان کئے جائیں گے کیونکہ بکریوں کو انکی بعض خاص صفات کی وجہ سے قربانیوں سے نسبت ہے۔ گویا وہ ہمہ تن قربانی کا مجسمہ ہوتی ہیں۔ اس پہلو سے آپ نے اس الہام کی یہی تعبیر فرمائی کہ جماعت کے دو مخلصین اللہ کی راہ میں مارے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت اقدس صاحبزادہ عبداللطیف صاحب ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو اللہ کی راہ میں مارے گئے اور ان سے پہلے آپ کے ہی ایک شاگرد صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب کابل میں راہِ خدا میں مارے گئے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ان دونوں قربانیوں کو اس الہام کی تاویل قرار دیا۔

حضور نے فرمایا۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی جان کی قربانی چونکہ ۱۴ جولائی کو ہوئی۔ اس لئے آج کی عید کا اس قربانی سے گہرا تعلق دکھائی دیتا ہے۔ یہ بھی بکریاں ذبح کرنے کی عید ہے۔ اور حضرت صاحبزادہ کی قربانی کو بھی خدا تعالیٰ نے انہی لفظوں سے یاد فرمایا ہے۔ یہ قربانی ایک غیر معمولی تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس کا اثر اس پورے سو سال پر پھیلا ہوا ہے۔ جس کا جشن تشکر ہم منا رہے ہیں۔ اسی لئے آج کے خطبہ کے لئے مَیں نے اس موضوع کو چُنا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے نہایت تفصیل سے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف کے خاندانی حالات۔ حکومت میں بلند مرتبہ اور آپ کے علم و فضل کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ آپ کو تمام علماء میں اوّل مقام حاصل تھا۔ اور امیر حبیب اللہ کی رسم تاجپوشی کے موقع پر آپ نے ہی اس کی دستار بندی کی۔ آپ نے جب حضرت بانی سلسلہ کا ذکر سُنا تو اپنے شاگرد صاحبزادہ عبدالرحمٰن کو مزید معلومات کیلئے ہندوستان روانہ کیا۔ وہ قادیان بھی گئے۔ اور حضور اقدس کی بعض کتب لے کر آئے۔ انہوں نے چونکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا

باقی صہ ۶ پر

مکرم محمد خالد صاحب گورایہ پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ کی اہلیہ محترمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ مورخہ ۲۸ اگست کو صبح چار بجے وفات پا گئیں۔
موصوفہ مکرم پروفیسر عبدالرشید صاحب غنی (تعلیم الاسلام کالج ربوہ) کی ہمشیرہ تھیں اپنے پیچھے ایک بیٹا اور ایک بیٹی بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔

ہفتہ تجنید اطفال الاحمدیہ

۲ تا ۹ ستمبر

مجلس اطفال الاحمدیہ کے سال کی آخری سہ ماہی جاری ہے۔ نومبر سے نیا سال شروع ہونے والا ہے۔ اس لئے تمام مجالس اطفال الاحمدیہ مورخہ ۲ تا ۹ ستمبر ہفتہ تجنید منائیں اور تمام اطفال کی تجنید مکمل کوائف کے ساتھ جلد از جلد مرکز میں بھجوائیں۔
سات سے پندرہ سال کی عمر کے تمام بچے اطفال کی تجنید میں شامل ہوں۔
(سیکرٹری تجنید مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

اللہ تعالیٰ نے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب خالد (فضل عمر ہسپتال ربوہ) کو پہلے بچے کے بعد سترہ اگست کو بچی سے نوازا ہے۔ بچی مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف کی پوتی اور مکرم مرزا منور احمد صاحب برلاس آف کوئٹہ کی نواسی ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچی کا نام "ھبتہ السلام" تجویز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو دونوں خاندانوں کے لئے قرۃ العین اور سلامتی کا موجب بنائے۔

دعا کرنا مرنا ہوتا ہے
(ملفوظات جلد ۴ صہ ۳۴۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد ، مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی ربوہ ، قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۹ - ظہور ۱۳۶۸ ہش ۲۹ ، اگست ۱۹۸۹ء

خدا کی نصرت کے جلوے

ہم نے ایک دوست جو احمدیہ جماعت یو - کے کے جلسہ سالانہ میں شرکت کر کے واپس تشریف لائے ہیں سے پوچھا کہ کہیئے کیسا رہا جلسہ ؟ کہنے لگے کچھ کچھ تو بتا دوں گا لیکن بات یہ ہے کہ جلسہ دیکھنے اور سننے سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کو اپنے الفاظ میں اس طرح بیان کرنا کہ اس کی تفصیل اور اس کی کیفیت کے اظہار کا حق ادا ہوجائے ناممکن ہے۔ انگلستان میں چودہ ہزار کا اجتماع اور وہ بھی دینی اغراض کے لئے۔ نہ کبھی کسی نے دیکھا نہ سُنا۔ پھر مستزاد یہ کہ جلسہ میں شرکت کرنے والے دوست صِرف انگلستان ہی سے نہیں تھے جیسے کہ سیاسی جلسہ ہوتا ہے اور اِرد گِرد کے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ سب دوست دنیا کے متعدد ممالک سے تشریف لائے تھے۔ کم از کم ایک سَو بیس ممالک کے لوگ تو تھے ہی۔ ان میں ہم جیسے عوام الناس بھی تھے۔ اور افریقہ کے رنگ برنگ لباس والے پُروقار چیف بھی۔ ان میں ممالک کے وزراء بھی تھے اور پارلیمنٹ کے ممبران بھی، دینی حلقوں سے تعلق رکھنے والے بھی اور وہ بھی جو ابھی دینی حلقہ میں قدم رکھنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ یہ سب لوگ ساری دنیا سے اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جلسہ گاہ کے پاس ایک سَو بیس ملکوں کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ اور ان کے ساتھ ہی احمدیہ جھنڈا بھی۔ یہ کیفیت بھلا بیان کی جا سکتی ہے ؟ اور پھر اتنے سارے دوستوں کی رہائش کا انتظام ، کھانے کا انتظام ٹرانسپورٹ کا انتظام۔ ایک اور بات ، دیکھا یہ گیا کہ دوسرے ممالک سے آنے والے دوستوں میں سے کسی نے ایک لمحہ بھی توجہ جلسہ سے ہٹا کر کسی اور طرف نہیں پھیری۔ وہیں بیٹھے رہے اور سُنتے رہے۔ ایک ایسی بات جو انہوں نے زندگی بھر نہیں کی۔

یہ سب کچھ اگر خدا کی مَدد سے نہیں ہوُا تو کیسے ہوُا ؟

قسم لے لو کہ مَیں ہمدرد ہوں ہر ایک انساں کا
یہ حِصّہ ہے مرے اقدار کا اور میرے ایماں کا
مجھے جو چاہتے ہیں آپ کہتے ہی رہیں ہر دم
ہر اِک آنسو تمہارے نام ہے اس چشمِ گریاں کا

ـــــــ ابوالاقبال

وہ موج ہے اب گلشن گلشن ...[1]

گلزار ہوئے سب دشت وجبل اُس مردِ خدا کے آنے سے
بے چین تھا جس کی تمنا میں اک عالم ایک زمانے سے

روشن ہیں جبینیں آج اُنکی تاریخ کے شہ پاروں کی طرح
تبلیغ وفا کو نکلے تھے جو خاک بسر دیوانے سے

توحید کا پرچم گاڑ آیا ہے صحراؤں کے سینے پر
دیوانہ بازی لے ہی گیا ، گو تا پڑتا فرزانے سے

ہم ظلم و ستم کی وادی سے وَ رّانہ گزر کر آئے ہیں
منزل پہ پہنچ کر دم لیں گے رُکنے کے نہیں دھمکانے سے

اِک پوری صدی کا ہر لمحہ ہے جسکی صداقت کا شاہد
اے دشمنِ دیں باز آئے گا تو کب اسکو جھٹلانے سے

تیرہ باطن کیونکر پائیں، انوارِ یقیں کی گہرائی
کعبے کی بلندی ناپتے ہیں بتخانوں کے پیمانے سے

مَر کے بھی امر ہو جاتا ہے انجام طوافِ کوئے وفا
جل بجھنے میں کیا لذّت ہے پوچھے تو کوئی پروانے سے

ہم مانتے ہیں ہم جانتے ہیں تکمیلِ وفا کی ہر منزل
طے آج تلک ہوتی آئی ہے جانوں کے نذرانے سے

جو اشک بہائے تھے ہم نے، ہیں آج گلوں کے چہروں پر
وہ موج ہے اب گلشن گلشن اُٹھی تھی جو کل ویرانے سے

عرفان نے دل سے دعائیں دیں وجدان نے بڑھ کے بلائیں لیں
ثاقب جو چلے پی کر موعود مسیحا کے میخانے سے

ثاقب زیروی

[1] (صد سالہ جشنِ تشکّر سے منسوب و معنون ۲۴ ویں جلسہ سالانہ لندن کے دوسرے دن حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب سے قبل پڑھی گئی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلمان رُشدی کی کتاب مغرب کی طرف سے اسلام پر حملہ ہے

اس کتاب کا لکھا جانا انسانیت کے خلاف ایک گھناؤنا جرم ہے

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ

فن لینڈ FINLAND کے مشہور اخبار روزنامہ TURUN SANOMAT نے اپنی یکم اپریل ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ایک انٹرویو شائع کیا ہے۔ جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اس اخبار کی اشاعت دو لاکھ کے لگ بھگ ہے۔

اسلام تشدد کو ہرگز پسند نہیں کرتا جماعت احمدیہ سلمان رشدی کے لئے موت کی سزا کو تسلیم نہیں کرتی۔

لندن (نمائندہ ٹرون سینومات) سلمان رشدی کی کتاب مغرب کی طرف سے اسلام پر حملہ ہے۔

اس کتاب کی تحریر و اشاعت ایک خطرناک غلطی ہے اور اس کا واحد حل کامن سنس (COMMON SENSE) ہے بہتر ہوگا کہ کتاب کے مزید ایڈیشن اور تراجم فی الفور روک دیئے جائیں۔

ان خیالات کا اظہار جماعت احمدیہ کے امام (حضرت) مرزا طاہر احمد نے یہاں لنڈن میں کیا۔

مرزا طاہر احمد صاحب نے فرمایا کہ اس کتاب کے متعلق میرا رویہ مسلمانوں سے کلیۃً مختلف ہے میں مذہب کے نام پر خون بہانے کا قائل نہیں ہوں اور نہ ہی مذہب کو بالجبر منوانے کو جائز سمجھتا ہوں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام تشدد کو ہرگز برداشت نہیں کرتا۔ قرآن مجید اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ کسی بھی مذہب کی تبلیغ یا تحفظ کے لئے جبر یا تشدد جائز نہیں سوائے اس کے کہ دشمن تلوار سے حملہ آور ہو اس صورت میں دفاع میں تلوار اٹھانے کی اجازت ہے۔

اسلامی تعلیم کی رو سے ایک مسلمان کو دفاعی طور پر وہی ہتھیار استعمال کرنے کی اجازت ہے جسے دشمن نے حملہ کے طور پر استعمال کیا ہو اس لئے اگر حملہ زبان سے ہو تو اس کا جواب بھی زبان سے ہی ہونا چاہیئے۔ اگر حملہ میں قلم کو استعمال کیا گیا ہو تو ایک مسلمان کیلئے جائز ہوگا کہ وہ قلم کے ذریعہ ہی اس کا جواب دے۔ اگر اسلام پر حملہ تلوار سے ہو تو مسلمانوں کو اختیار ہے کہ وہ دفاع میں تلوار کو استعمال کریں۔ یہ سنہری اصول ہے جو قرآن مجید نے وضاحت سے بیان کیا ہے۔

جماعت احمدیہ کے امام نے فن لینڈ کے اس فیصلہ کو انتہائی غیر دانشمندانہ اور افسوسناک قرار دیا کہ وہ سلمان رشدی کی کتاب کا ترجمہ شائع کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ عام طور پر آزادی تحریر و تقریر کی وجہ سے اس کتاب کی اشاعت کو صحیح سمجھا جاتا ہے آزادئ تحریر و تقریر بہت اچھا اصول ہے مگر اس کی آڑ میں دوسروں کی تضحیک اور تحقیر کرنا بالکل مختلف بات ہے۔

مغربی دنیا عام طور پر تہذیب یافتہ ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے اور آزادی کی علمبردار ہے مگر آزادی کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ کسی شخص کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ دوسروں کی بے عزتی کرنے میں آزاد ہے۔ آزادی تحریر و تقریر لامحدود نہیں انسانی زندگی میں کئی ایسے شعبے ہیں جہاں آزادی کو محدود کرنا ضروری ہے سوسائٹی میں کئی ایسے جزائر ہیں جہاں آزادی کا کوئی دخل نہیں۔ مثال کے طور پر ایک ایسا شخص جو ملک کی پارلیمنٹ میں گندی زبان استعمال کرے اور کسی رکن کو مغلظات سنائے اُسے یا تو اپنے الفاظ واپس لینے پر مجبور کیا جاتا ہے یا پھر پارلیمنٹ سے اٹھا کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ اب بتائیں وہاں اس کی آزادی تقریر کہاں گئی؟

پھر فحاشی کے خلاف قانون ہیں۔ عدالتوں میں روزانہ ہتک عزت کے دعاوی کئے جاتے ہیں وہاں پر آزادی اظہار کی دلیل کیوں نہیں دی جاتی۔ مغربی دنیا کو تو ان باتوں کا بخوبی علم ہونا چاہیئے کیونکہ آج کی دنیا میں مغرب نے انسانی حقوق کو رائج کرنے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔

پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک ایسی کتاب کی طرفداری کی جا رہی ہے جس میں کروڑوں مسلمانوں کے قابل صد احترام پیشوا اور کئی ایک دیگر بزرگ ہستیوں کے خلاف انتہائی گندی اور دل آزار زبان استعمال کی گئی ہے اور جس میں قلم کی ایک جنبش سے کروڑوں افراد کے احساسات کو مجروح کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا لکھا جانا انسانیت کے خلاف ایک گھناؤنا جرم ہے۔ یہ کتاب احترام آدمیت کی نفی کرتی ہے اور انسانی تہذیب اور اقدار کے خلاف ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مغربی دنیا مسلمانوں کی بے عزتی کرنے پر تلی بیٹھی ہے اور برملا اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ دیکھو ہم طاقت ور ہیں جو چاہیں کریں۔ اگر خمینی کو وہ پاگل کہتے ہیں تو یہ اس سے بھی زیادہ پاگل پن ہے کہ لوگوں کے جذبات کو بلاوجہ ٹھیس پہنچائی جائے اور ان کے احساسات کو پاؤں تلے روند دیا جائے۔

مرزا طاہر احمد کا خیال ہے کہ رشدی کی کتاب نے مشرق اور مغرب کے درمیان تعلقات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور باہمی مفاہمت اور دونوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا ہے۔

امام جماعت احمدیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ان کے نزدیک شیطانک ورسز صرف اسلام پر ہی نہیں بلکہ ایک لحاظ سے عیسائیت پر بھی حملہ ہے۔ اور اس کا مقصد دونوں کے درمیان خلیج کو وسیع کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رشدی نے اسلام پر حملہ کرنے کے لئے افسانہ کا سہارا لیا ہے اگر اس نے کتب کے حوالے دے کر براہ راست اسلام پر حملہ کیا ہوتا تو آسانی سے اس کا جواب دیا جا سکتا تھا۔ مگر ایک بات کو اگر افسانہ کے طور پر پیش کیا جائے تو اس کا کیا جواب دیا جا سکتا ہے۔

آپ نے عیسائی دنیا پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ جب کبھی جرمنی میں کوئی بم پھٹتا ہے تو سارا مغرب دہائی دینے لگتا ہے کہ مسلمان بنیاد پرستوں نے اسلامی بم استعمال کیا ہے اس کے برعکس شمالی آئرلینڈ میں روزانہ ایسے ہی واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں مگر کسی نے ان کو عیسائی بموں سے موسوم نہیں کیا۔

انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ رشدی کی کتاب نے دنیا بھر میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے تعلقات کو کشیدہ کر دیا ہے مگر مغربی دنیا بجائے رشدی کی کتاب کی مذمت کرنے کے خمینی کے خلاف آواز بلند کر رہی ہے حالانکہ خمینی کی طرف سے جاری شدہ موت کے فتویٰ کو ان کی ذاتی رائے شمار کیا جا سکتا ہے جس کے ساتھ دیگر مسلمانوں کا اتفاق ضروری نہیں۔ اس سارے مسئلہ کا حل صرف یہ ہے کہ اس معاملہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اس کو نہایت حکمت کے ساتھ سلجھایا جائے۔ جاپان اور روس نے اس کتاب کو اپنے ممالک میں شائع کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ مسلمان ممالک سے اپنے تعلقات کو خراب کرنا نہیں چاہتے۔ آپ نے فرمایا کہ سعودی عرب جو اسلام کا محافظ ہونے کا دعویدار ہے اس معاملہ میں خاموش ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے غیر دانشمندانہ طور پر اپنا تمام ملکی سرمایہ امریکہ میں لگایا ہوا ہے۔ اس لئے سعودی عرب حکومت امریکہ کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے گریز کرتی ہے۔

رشید احمد چوہدری
پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نور - سین

ایک پرانی یاد

پروفیسر کرم حیدری اپنی کتاب "داستان مری" میں لکھتے ہیں:۔

"راولپنڈی پوائنٹ کے مقام پر ایک پختہ سنگی برج ہے۔ جہاں خالصہ فوج کا ایک دستہ رہا کرتا تھا۔ یہیں پاس ہی ایک پرانی قبر ہے یہ قبر ایک ڈھیری سی ہے اور پہاڑی زبان میں ایسی ڈھیری کو مڑھی کہتے ہیں۔ روایت ہے کہ یہاں کوئی خدا رسیدہ خاتون مدفون ہے۔ جس کا نام مریم یا مریاں تھا۔ اس قبر یا مڑھی کی نسبت سے اس مقام کو مڑھی کی گلی کہا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے مری کا نام مری پڑ گیا۔ مڑھی کو مری سے اور مریم یا مریاں سے جیسے انگریزی میں مری کہا جاتا ہے۔ جو نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔"

اس حوالے کا ہمیں یوں خیال آیا کہ اس ماہ بھیرہ سے شائع ہونے والا ماہنامہ "شمس الاسلام" ملا (جو باقاعدگی سے ہمیں ملتا ہے) تو اس میں "تاثرات" کے عنوان سے پروفیسر کرم حیدری کا ایک خط نظر سے گذرا۔ ضمناً یہ بات کہہ گئے کہ انہوں نے اس میں بھیرے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "البتہ اسی سرزمین میں سے نورالدین جیسے لوگ بھی پیدا ہوئے جو بر عکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق تھے۔"

پروفیسر کرم حیدری شائد جانتے ہوں کہ جب آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ لی جائے تو کیا ہوتا ہے۔ یہ حضرت نورالدین وہ تھے جن کے متعلق لوگوں کو یہ شک تھا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو کتب تصنیف کی ہیں یہ ان کی لکھی ہوئی ہیں یہ بات تو ہرگز درست نہ تھی لیکن حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو لٹریچر پیدا کیا اس کے متعلق حضور کی وفات پر جو تبصرے کئے گئے وہ ہو نہیں سکتا کہ پروفیسر کرم حیدری کی نظر سے نہ گذرے ہوں اور یہ تبصرے ان لوگوں نے کئے جن کے علمی دنیا میں کرم حیدری خاک پا بھی نہیں ہو سکتے۔ یہ ہم نہیں کہتے جب وہ نام سنیں اور پڑھیں تو خود انہیں یہ احساس ہوگا کہ وہ اتنے بڑے نام ہیں۔ کہ ان کے ساتھ کوسوں دور تک کرم حیدری کا نام نہیں لیا جا سکتا۔

ضمنی ہم نے اس بات کو اس لئے کہا کہ ہم دراصل یہ بات کہنے والے تھے جو اس کے بعد انہوں نے اسلامیہ کالج کے تعلق میں لکھی ہے۔ کرم حیدری ۱۹۳۲ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوئے اور خاکسار ۱۹۳۴ء میں گویا کہ جب خاکسار پہلے سال کا طالب علم تھا تو اگر کرم حیدری صاحب دونوں سال کامیاب ہوتے رہے تو اس وقت تیسرے سال کے طالب علم ہوں گے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"اس زمانے میں قادیانیت کے خلاف بڑے معرکہ خیز جلسے ہوا کرتے تھے۔ اور ان میں سے اکثر اجلاس ہمارے کالج کی گراؤنڈ میں جو وسیع و عریض تھی اور اب بھی ماشاءاللہ ویسی ہی وسیع و عریض ہے جلسے ہوا کرتے تھے۔ ہرچند کہ کالج میں کچھ احمدی طلباء بھی ہوا کرتے تھے۔ مگر ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھی۔"

نام تو انہیں بھی ان طلباء کا یاد نہیں ہوگا جن کے ساتھ ان کی گفتگوئیں ہوتی تھیں۔ اور ہمی بات یہ ہے کہ نام ہمیں بھی پہلے ان طالبعلموں کے معلوم نہیں تھے جن کے ساتھ یہ معرکے ہوا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے پتہ چلا کہ ان میں سے ایک عبداللہ ملک تھے۔ جن کی مذہبی علمیت ان کے اپنے خیال کے مطابق ان کے نانا یا دادا نے کوٹ کوٹ کر ان میں بھری ہوئی تھی۔ اور دوسرے اب پتہ چلا کہ کرم حیدری تھے۔ ہماری طرف خاکسار، نسیم سیفی اور نذیر احمد ڈار جو بعد میں مشرقی افریقہ چلے گئے اور پولیس میں بھرتی ہو گئے اور وہاں سے انگلستان چلے گئے اور اب اللہ کے فضل سے انگلستان میں احمدیہ جماعت کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

جن دنوں کی کرم حیدری صاحب نے بات کی ہے۔ ان دنوں کالج گراؤنڈ میں ایک طرف خاکسار اور نذیر ڈار اور دوسری طرف کرم حیدری اور عبداللہ ملک۔ اور مناظرہ شروع۔ اور ۱۰۰، ۲۰۰ طالب علم ہمارے گرد جمع ہو جاتے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ ایسے مختصر سے مناظروں کے بعد ان لوگوں نے جو ہمارے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ ہماری کتابیں چھینیں اور پاس کی اسلامیہ کالج کی مسجد کے کنوئیں میں پھینک دیں۔ اور بعض اوقات ایسا ہوا کہ ان سب نے مل کر پرنسپل صاحب کے نام میمورنڈم لکھا کہ یہاں کچھ احمدی طلباء ہیں۔ ان کو کالج سے خارج کر دینا چاہیئے۔ لیکن ایسا کبھی نہ ہو سکا۔

یہ مناظرے اکثر و بیشتر کالج کی گراؤنڈ پر پرنسپل صاحب کے دفتر کے سامنے ہوا کرتے تھے۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ کالج کے احمدی طلباء جن کے متعلق کرم حیدری کہتے ہیں کہ ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھی۔ ان کے متعلق کبھی شک و شبہ کی گنجائش پیدا نہ ہوئی کہ شائد وہ پھسل جائیں لیکن دوسری طرف ہمیشہ یہ خوف رہتا تھا کہ احمدی طلباء سے متاثر ہو کر ان کے نوجوان کہیں پھسل کر احمدی نہ ہو جائیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"تاہم احمدیہ بلڈنگس کی قربت اور وہاں کی لائبریری کی وجہ سے احمدیت کے اثرات ہمارے نوجوان ساتھیوں تک بھی پہنچا کرتے تھے اور ایسے طلباء کا جن کا دینی پس منظر واجبی سا ہوا کرتا تھا پھسل جانے کا خوف بھی ہوا کرتا تھا۔ ویسے طلباء کے خود پھسلنے کے امکانات بہت کم ہوتے تھے۔ مگر انہیں پھسلوانے اور انہیں احمدیت کے جال میں پھنسانے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے تھے اور ان میں سے بعض ہتھکنڈے نوجوانوں کے لئے بہت پرکشش بھی ہوتے تھے۔"

یہاں اس بات کا بیان کر دینا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ احمدیہ بلڈنگس کی قربت اور وہاں کی لائبریری ان طلباء پر کسی طرح بھی اثر انداز نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ لائبریری میں تو کوئی شخص جائے گا تبھی اس پر کوئی اثر ہوگا۔ اور یہ لوگ وہاں جاتے ہی نہیں تھے ان پر جو اثر تھا وہ ان احمدی طلباء کا تھا جو اس وقت کالج میں موجود تھے بے شک آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ ہوں۔ ان کی باتوں سے یہ لوگ متاثر ہوتے تھے اور یہ حیرانگی کی بات ہے کہ جلسے بھی ہوں اور جلسے معرکہ خیز بھی ہوں اور احمدیوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ ہو پھر بھی ان کے نوجوانوں کے پھسلنے کا اور احمدیت کے جال میں پھنسنے کا ہر وقت خطرہ موجود رہے۔

پروفیسر صاحب موصوف یہ بھی لکھتے ہیں:

"نوجوان نسل کے اندر اس زہر کو پھیلنے سے روکنے کے لئے جہاں اس دور کے بہت سے پرجوش مسلمان لیڈروں نے بڑا موثر کام کیا۔ وہاں بابو حبیب اللہ صاحب کی تقریروں نے بھی نہایت اچھا اور قابل قدر کردار ادا کیا۔ حبیب اللہ صاحب اپنے مخصوص انداز میں تقریر کرتے تو محفل جس میں اکثریت طلبا کی ہوتی قہقہوں سے کشت زعفران بن جاتی تھی۔"

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ

"میرا خیال ہے بلکہ میرا ہی نہیں میرے زمانے کے تمام طلباء کا خیال ہے کہ اگر محترم حبیب اللہ صاحب اپنے احمدیت شکن کام میں اتنے خلوص اور انہماک سے مصروف نہ رہتے تو نوجوان غلط رستے پر چل نکلتے اور احمدیت کو زیادہ فروغ حاصل ہوتا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک بات تو یہاں کہنے والی ہے کہ کالج گراؤنڈ میں کبھی کسی مولوی صاحب نے آکر جلسہ نہیں کیا تھا کبھی کسی مولوی صاحب نے آکر تقریر نہیں کی تھی۔ اور پرنسپل صاحب تو اس بات کو برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی باہر سے آکر وہاں پر ایسی حرکت کرے۔ ۱۹۳۶ء کی بات ہے کہ پرنسپل محترم عبداللہ یوسف علی صاحب نے اپنے دفتر میں سے دیکھا کہ گراؤنڈ کے ایک کونے میں گڑھے کھودے جارہے ہیں۔ آپ نے فوراً متعلقہ افراد کو بلایا اور پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ جواب ملا کہ انجمن حمایت اسلام کا جلسہ ہونے والا ہے۔ اور اس کے لئے انتظام کیا جارہا ہے قناتیں وغیرہ لگائی جائیں گی۔ آپ نے کہا یہ پریمیسس PREMESIS میرا ہے۔ مجھ سے پوچھے بغیر کسی نے ایسی حرکت کیوں کی۔ جواب ملا کالج انجمن حمایت اسلام کا ہے اور انجمن حمایت اسلام ہی نے کہا ہے کہ ایسا کیا جائے۔ اس بات پر انجمن حمایت اسلام اور محترم عبداللہ یوسف علی صاحب کی آپس میں ٹھن گئی اور وہ استعفیٰ دے کر واپس یورپ چلے گئے۔ اب آپ دیکھئے کہ ایسے پرنسپل کی موجودگی میں کسی مولوی کو کب یہ جرأت ہو سکتی تھی کہ وہ کالج کی گراؤنڈ میں آئے اور تقریر کرے۔ اور تقریر بھی منافرت پھیلانے والی اور فرقہ وارانہ۔

اس لئے یہ بات انہیں بھول گئی ہے۔ ہاں کسی اور جگہ وہ تقریریں کرتے ہوں اور کچھ طالب علم بھی وہاں پہنچ جاتے ہوں تو اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ان کے یہ الفاظ قابلِ غور ہیں کہ اگر محترم حبیب اللہ صاحب اپنے احمدیت شکن کام میں اتنے خلوص اور انہماک سے مصروف نہ رہتے تو تو بہت سے نوجوان غلط رستے پر چل نکلتے۔ اور احمدیت کو زیادہ فروغ حاصل ہوتا۔ ہم اس پر تبصرہ نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارے قارئین خود سوچ سکتے ہیں کہ اس فقرے کی کیا اہمیت ہے::

نمک اور بلڈ پریشر

نمک کا انسانی زندگی کیساتھ اتنا قریب کا واسطہ ہے کہ اس پر کہاوتیں بھی بنی ہوئی ہیں اور محاورے بھی۔ کسی کا نمک کھایا ہو تو اس سے وفاداری لازم آتی ہے۔ کسی شخص کو نمکین چیز نہ دی جائے۔ تو جو شخص اسے محبت کا نتیجہ سمجھتا ہے وہ غلطی خوردہ ہے اور اس کی عزت کا یہ عالم ہے کہ ایک شاعر کہتے ہیں کہ جتنا بھی نمک ہے میرے زخموں میں کھپاؤ۔ اور اگر اس کا کوئی حصہ زمین پر گر گیا تو آنکھوں کی پلکوں سے اسے اٹھانا پڑیگا۔

یہ سب باتیں نمک کا انسانی زندگی سے قریبی تعلق بتاتی ہیں۔

آج کل یہ بات عام ہو رہی ہے کہ زیادہ نمک کھانے سے ہائی بلڈ پریشر ہو جاتا ہے اور لوگ لوگوں کو مشورہ دیتے سنے جاتے ہیں کہ نمک کم کھائیں لیکن تجربے نے یعنی طبی تجربے نے۔ یہ بات ثابت کی ہے کہ اگر کسی کو ہائی بلڈ پریشر ہے تو وہ نمک کی مقدار کم کر دے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ نمک کھانے سے ہائی بلڈ پریشر ہو جائے۔ گویا کہ جب تک یہ پتہ نہ چل جائے کہ ہائی بلڈ پریشر ہے۔ نمک کی مقدار کم کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

گویا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بیماری تو کسی اور وجہ سے پیدا ہوتی ہے لیکن نمک بیماری کے لئے ضرر رساں ثابت ہوتا ہے مثلاً دل کی تکلیف ہو۔ گردوں کی تکلیف ہو یا جگر کی تکلیف ہو تو نمک کھانا۔ جیسے ہم کہہ سکتے ہیں نمک کا زیادہ استعمال —— ان بیماریوں کو جلد ہی مہلک حد تک پہنچا دیتا ہے۔

یہ بات بھی درست ہے کہ اگر ہائی بلڈ پریشر ہو اور نمک کی مقدار کم کر دی جائے تو اس سے کسی حد تک بلڈ پریشر کو نیچے لایا جا سکتا ہے۔ جن لوگوں کو ایسی کوئی بیماری لاحق نہیں ان کے لئے نمک کا کم کرنا کسی طرح بھی خاص فائدہ نہیں دے سکتا۔

اور ہوتا بھی یہ ہے کہ عام حالات میں انسان جتنا نمک کھاتا ہے اتنا کھاتا ہی رہتا ہے۔ یعنی جن لوگوں کو کم کھانے کی عادت ہے وہ کم کھاتے ہیں اور جن لوگوں کو زیادہ کھانے کی عادت ہے وہ عام طور پر زیادہ کھاکر ہی تسلی پاتے ہیں۔

★ ★

اسرائیل کی ہٹ دھرمی

لبنان میں گزشتہ دس سال سے آگ اور خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے۔ ہر روز بے شمار لوگ مر رہے ہیں مکانات گر رہے ہیں عداوتیں بڑھ رہی ہیں اور اس کا کوئی حل نظر نہیں آتا۔ اکثر و بیشتر صلح کی شرائط طے ہو جاتی ہیں اور کہا جا سکتا ہے۔ کہ ابھی ان شرائط کی سیاہی خشک بھی نہیں ہو پاتی کہ جھگڑا پھر شروع ہو جاتا ہے۔ امریکی اور برطانوی افراد کے اغواء کے واقعات بھی ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی رہائی کے لئے سفارتی کوششیں جاری رہتی ہیں اور جیسا کہ پچھلے دنوں ہوا ان میں سے بعض کو موت کے گھاٹ بھی اتار دیا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں (۲۸ جولائی کو) ایک شیعہ رہنما شیخ عبدالکریم عبید کو اسرائیلیوں نے اغواء کر لیا۔ اب اس سلسلے میں ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ ان کو رہا کر دیا جائے لیکن ان کی رہائی کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو رہی۔

امریکہ کے جو افراد اغواء کئے جا چکے ہیں ان کی رہائی کے لئے امریکہ نے ایران کی حکومت سے گفت و شنید کرنا چاہی کہ وہ اس سلسلے میں مدد کرے لیکن ایران کی حکومت نے یہ شرط پیش کر دی کہ امریکہ میں جو ایرانی اثاثے منجمد کئے جا چکے ہیں اگر ان کو واگذار کر دیا جائے تو وہ اس سلسلے میں ہر ممکنہ مدد دینے کو تیار ہوں گے۔ امریکہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان اغواء شدہ کی رہائی کے لئے ہرجانہ ادا کیا گیا ہے۔ اس لئے وہ ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ امریکہ یہ نہیں چاہتا کہ اغواء شدہ کے بدلے میں کسی بھی صورت میں کوئی رقم ادا کرنی پڑے اگرچہ ایران کے اس مطالبے کے بعد امریکہ نے اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ آپس کے تعلقات بہتر ہونے کی امید ہے لیکن اس طرح نہیں کہ اغواء شدہ افراد کے لئے اثاثے واگذار کئے جائیں۔ جو اثاثے ایران واگذار کروانا چاہتا ہے ان کی مالیت تقریباً ۴ ارب ڈالر ہے۔ اسرائیل شیخ عبدالکریم عبید کی رہائی کو لبنان میں اسرائیلی فوجی قیدیوں کے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔ لیکن اقوام متحدہ کے نمائندے میرک گولڈنگ MARRACK GOULDING (جو اسی غرض کے لئے لبنان آئے تھے وہ دونوں فریقوں سے گفت و شنید کے بعد واپس جا چکے ہیں) نے اسرائیل پر یہ بات واضح کر دی ہے کہ اقوام متحدہ قیدیوں کی رہائی کو اس معاملے کے بیچ میں نہیں لائے گا۔ گولڈنگ تو درحقیقت اس امریکی فوجی کی لاش لینے آئے تھے جنہیں گذشتہ دنوں یرغمالی ہونے کی صورت میں قتل کر دیا گیا تھا۔ اس سے پہلے شیخ عبدالکریم عبید کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا تھا اور اغوا کنندگان نے کہا تھا کہ اگر ان کی بات نہ مانی گئی۔ تو وہ ایک یرغمالی کو قتل کر دیں گے۔ جس شخص کو انہوں نے ہلاک کیا ہے ان کا نام ولیم ہیگنز ہے اور اقوام متحدہ کے انڈر سیکرٹری جنرل گولڈنگ نے جب اسرائیل کے وزیر اعظم کو بتایا کہ وہ ان کے قیدیوں کی رہائی یا تبادلے کے معاملے پر کوئی کارروائی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو کہا جاتا ہے کہ بعد میں اسرائیلی وزیر اعظم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ اس بات سے بہت خوش ہیں کہ اقوام متحدہ اس سلسلے میں کوئی اقدام نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ ان کی اپنی خواہش یہ ہے کہ عالمی ریڈ کراس کے ذریعے یہ معاملہ طے پانا چاہیئے::

خط تو آپ ہمیں جسطرح چاہیں لکھیں خوبصورت یا شکستہ۔ لیکن اپنا مضمون ضرور ورق کے ایک طرف لکھیں۔ خوبصورت لکھیں اور صفحہ کے ایک طرف تقریباً ایک ڈیڑھ انچ حاشیہ چھوڑ کر۔ یہ بات ہم صرف نو آموز سے نہیں کہہ رہے بلکہ بہت اچھا لکھنے والوں سے بھی یہی گذارش ہے

بقیہ: خلاصہ خطبہ

چہرہ دیکھتے ہی آپ کی بیعت کر لی۔ اس لئے واپسی پر آپ کو گلے میں پٹکا ڈال کر کابل حکومت نے قتل کروا دیا۔ مگر صاحبزادہ صاحب پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور آپ مسلسل جستجو میں رہے۔ آخر "آئینہ کمالات اسلام" کے مطالعہ نے آپ کی کایا پلٹ دی۔ اور حج کے ارادہ سے نکل کر آپ پہلے قادیان پہنچے۔ وہاں آپ کی حالت بدل گئی۔ اور آپ نے یہ سمجھا کہ امام الزمان کی محبت میں رہنا اتنا ضروری ہے کہ حج کو بعد میں ملتوی کر دیا جائے۔ اس عرصہ میں آپ کے عشق نے غیر معمولی ترقی کی اور بہت سے نشانات آپ نے دیکھے۔ آخر واپسی کا ارادہ کیا۔ لیکن خدا نے آپ کو خبر دی۔ کہ آپ افغانستان میں اللہ کی راہ میں مارے جائیں گے۔ یہ خبر اتنی واضح تھی۔ کہ بعض دوستوں نے واپسی سے روکا۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ میری زمین میرے خون کا مطالبہ کرتی ہے۔ اور کابل اور افغانستان کی زمین کے لئے خون بہانا مقدر ہو چکا ہے اس لئے بڑے شوق اور محبت کے ساتھ آپ اس قربان گاہ کی طرف روانہ ہوئے جو آپ کے لئے مقدر کی گئی تھی۔ آپ قید میں ڈیڑھ ماہ رکھے گئے۔ اور عزاغراب نامی زنجیر میں جکڑے گئے۔ اس اثناء میں امیر کابل کیطرف سے بار بار توبہ کرنے کے پیغام آپکو ملے۔ مگر آپ نے ہر بار یہ کہا کہ میں خدا کی خاطر پورے شرح صدر سے ایمان لایا ہوں۔ اور دنیا کی کوئی طاقت مجھ سے یہ ایمان نہیں چھین سکتی۔

حضور نے فرمایا قتل کرنے سے پہلے انہیں وہاں کے علماء سے مباحثہ کر کے اپنے موقف کا قرآنی ہونا ثابت کرنے کا موقع دیا گیا۔ یہ مباحثہ تحریری تھا۔ مگر حکومت نے اسے چھپا لیا۔ اور آج تک اُسے شائع نہیں کیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے دلائل اتنے قوی تھے۔ کہ انکی اشاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ورنہ سارے کابل پر ان دلائل کا گہرا اثر پڑتا۔ چنانچہ ایک مغربی مصنف مارٹن جو اس موقع پر وہاں موجود تھا۔ لکھتا ہے۔

"کہ بارہ (۱۲) علماء میں سے دو (۲) کے سوا سب علماء نے یہ فیصلہ دیا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب پکے مسلمان ہیں ان کے عقیدے میں کوئی نقص نہیں"۔ اس پر امیر کے بھائی امیر نصر اللہ خان صاحب نے کہلا بھیجا۔ کہ دوبارہ بیٹھو اور فیصلہ دو۔ ورنہ حالات بگڑ جائیں گے۔ انہوں نے دوبارہ بھی یہی فیصلہ دیا۔ کہ صاحبزادہ صاحب نے کوئی ارتداد اختیار نہیں کیا۔ انکے عقائد عین قرآن کے مطابق ہیں۔ لیکن اسکے باوجود نصر اللہ خان یہ فیصلہ کر چکا تھا۔ کہ انکو سنگسار کرانا ہے۔ چنانچہ اس نے سازش کر کے اپنے اس فیصلہ کو جاری کروایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انکے قتل کا واقعہ ایک دردناک کہانی ہے۔ ساڑھے تین فٹ گہرا گڑھا کھود کر آپکو سنگسار کر دیا گیا۔ آپ کی نعش چالیس دن تک انہی پتھروں میں رہی۔ اور پھر چند مریدوں نے اسے وہاں سے نکال کر ایک جگہ دفن کیا۔ اس وقت نعش میں سے کستوری کی سی خوشبو آ رہی تھی۔ اور یہ واقعہ اس تیزی سے پھیلا۔ کہ آپکا مزار مرجع عوام بن گیا۔ اس پر امیر کابل نے اس خدشہ سے کہ یہ مزار کوئی انقلاب برپا نہ کر دے۔ نعش کو کسی اور جگہ منتقل کروا دیا۔ اور اب وہ قبر نا معلوم ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مارٹن لکھتا ہے۔ کہ صاحبزادہ صاحب کے پچاس ہزار مرید تھے۔ اور آپکو بہت ہی عزت اور مرتبت حاصل تھی۔ اور بہت ہی طاقتور علماء میں آپکا شمار ہوتا تھا۔ سنگساری کے وقت آپ نے کہا۔ کہ بہت جلد تم لوگوں پر ایک بہت بڑی آفت آنے والی ہے اور چھ دن کے بعد میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا۔ چنانچہ انگریز مصنف لکھتا ہے۔ کہ اُسی رات اچانک اتنی شدید آندھی اٹھی۔ کہ جسکی کوئی مثال کابل کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ حتٰی کہ سارے کابل میں یہ باتیں شروع ہو گئیں۔ کہ ہم نے کسی معصوم کو قتل کیا ہے۔ اور یہ خدا کی ناراضگی کا اظہار ہے۔ اسکے بعد دوسرے دن کابل میں شدید ہیضہ پھوٹ پڑا۔ جس سے سارے کابل میں یہ باتیں چل پڑیں۔ کہ ضرور حضرت صاحبزادہ صاحب بزرگ انسان تھے۔ اور ہم سے غلطی ہوئی۔ اسکے نتیجہ میں بادشاہ اور اس کے بھائی نصر اللہ خان پر شدید خوف طاری ہو گیا۔ حتٰی کہ وہ مصلے سے نہیں اٹھتا تھا۔ اور آفت کے ڈر سے دن رات نماز میں مصروف رہتا۔ انہوں نے باہر سے محل میں چیزوں کا آنا جانا بند کر دیا۔ اور ہیضے کے خوف سے قلعہ بند ہو گیا۔ لیکن نصر اللہ خان کی بھتیجی بیوی بھی اس کا شکار ہو کر مر گئی۔ اور یہ قلعہ بندی ان کے کسی کام نہ آئی۔ نصر اللہ خان خود پاگل ہو گیا۔ اور عرصہ تک لوگوں سے منقطع رہا۔

حضور نے فرمایا اس خدا کی راہ میں جان دینے کے نتیجہ میں خدا کی ناراضگی کی صورت میں ظاہر ہونے والا یہ تو فوری اثر تھا۔ مگر اسکے بعد بھی ہر وہ شخص پکڑا گیا۔ جو اس ظلم میں شامل ہوا تھا۔ اور یوں خدا کا غضب عبرتناک طریق پر ان سب پر نازل ہوا۔ اس ضمن میں حضور انور نے تفصیل سے ان واقعات کا ذکر فرمایا۔ جو خدا کے غضب کے اظہار کے طور پر ان ظالموں کے ساتھ پیش آئے۔

حضور نے فرمایا ان واقعات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ کوئی اتفاقی حادثات نہیں۔ بلکہ یہ وہ خبریں ہیں۔ جو حضرت صاحبزادہ صاحب کو اللہ کی راہ میں مارے جانے سے پہلے دی گئی تھیں۔ اور وہی ایک ایک کر کے پوری ہوئی ہیں۔ جو جو سلوک انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے کیا وہی خدا کی تقدیر نے انکے ساتھ روا رکھا اور انکے خاندان سمیت نام و نشان مٹا دیئے گئے گویا ایک مقدس انسان کو مارنے کے نتیجے میں خدا کی نظر میں ان کی ساری قوم کی کوئی حیثیت نہ رہی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہی وہ دردناک عذاب ہے جسکی حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تذکرۃ الشہادتین میں خبر دی اور کابل کی سرزمین کو مخاطب کر کے کہا کہ تو بڑی بدنصیب ہے۔ اور خدا کی نظر سے گر چکی ہے چنانچہ آج کابل میں جو واقعات ہو رہے ہیں اور جو لمبا دردناک دور گزر رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری قوم اس قدر شدید عذاب میں مبتلا ہے کہ روسی فوجوں کے نکلنے کے بعد بھی اب یہ ایک دوسرے پر وہی ظلم کر رہے ہیں۔ اور ابھی امن دیکھنے کے کوئی بھی دن ان کے لئے دکھائی نہیں دے رہے۔ بلکہ مزید قتل عام کے خطرات منڈلا رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا پس قربانی کی عید میں اس واقعہ کا ذکر میں نے اس لئے کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس قربانی کی بناء ڈالی تھی اس کا تعلق صرف آپ کے زمانہ سے نہیں بلکہ حضرت بانیٔ سلسلہ کے نزدیک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور صحابہ کا قربانیوں کی طرح ذبح کیا جانا بھی اسی کے ثمرات تھے۔ اور اس کے نتیجہ میں دنیا کے حالات میں غیر معمولی تبدیلی اور خدا کے فضلوں کا نزول بھی انہی قربانیوں کا ثمرہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بکرے کی قربانی تو گوشت کا مزہ دے کر ختم ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن انسانی قربانی دو طرح سے اپنے پھل لاتی ہے۔

اوّل:۔ اس طرح کہ خدا کی راہ میں سب کچھ قربان کرنے والوں کو جو قومیں ظلم کا نشانہ بنایا کرتی ہیں خدا کا غضب ان کو ضرور پکڑتا اور عبرت کا نشان بنا دیا کرتا ہے۔

دوسرے یہ کہ ان قربانیوں کے فیض پھر قیامت تک چلتے ہیں اور دُور دُور تک ان کے فیضان کی بارش ہوتی ہے اور خدا ان قربانیوں کے نتیجہ میں دنیا کے لئے بھلائی کا سامان فرماتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا چونکہ حضرت بانی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا ہی ایک سلسلہ ہیں۔ اور آپ اسی نظام کو از سر نو زندہ کرنے والے ہیں۔ اس لئے آپ کے زمانہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی قربانی ایک غیر معمولی مقام رکھتی ہے اور اس کا آج کے مقدس دن سے گہرا تعلق ہے۔ ایک سو سال کی سزا تو آپ نے دیکھ لی ہے لیکن اب جو ساری قوم کو اس میں مبتلا کیا گیا ہے تو اس ضمن میں دو باتیں آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں۔

اوّل۔ یہ کہ دعا کریں کہ اب اللہ اس سو سالہ سزا کو ختم کر دے اور قربانی کا فیض بھی اس قوم کو عطا کر دے اور یہ ہدایت پا کر دین حق کی راہ میں بکثرت قربانی کرنے والے بنیں۔ ان کی یہ سزا نشان تو ضرور ہے لیکن ہم اس پر راضی نہیں ہو سکتے۔ انسانیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا دکھ ہر سچے مذہب والے کو محسوس ہوتا ہے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تو شدید معاندین پر عذاب کے وقت بھی دکھ محسوس فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے اس قوم سے جو کچھ گذر رہی ہے اس کی ہمیں تکلیف ہونی چاہیئے۔ پس آپ اس پر خوش نہ ہوں بلکہ سجدۂ شکر ادا کریں۔ اور استغفار سے کام لیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری نسلوں میں بھی ایسے بدبخت پیدا نہ کرے جو خدا والوں سے ٹکر لینے والے اور معصوموں کا خون بہانے والے ہوں اور دعا کریں کہ مولا بس اب اس خدا کی راہ میں قربان ہونے والوں کے فیض سے بھی اسے حصہ دے اور ہمیشہ کے لئے افغانستان کی تقدیر بدل دے۔

اور دوسرا یہ کہ نئے دور میں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی راہ پر چلتے ہوئے پاکستان کے احمدیوں نے کثرت کے ساتھ جو قربانیاں دی ہیں۔ ان میں دونوں قسم کی قربانیاں شامل ہیں یعنی قید و مشقت اور دکھ اٹھانے کی قربانیاں بھی اور پھر خدا کی راہ میں جان دینے کی قربانیاں بھی شامل ہیں۔ بلکہ خاص طور پر ہمارے لئے پچھلی ہوتی عید الاضحیہ کا دور ہے اور قربانیوں کے بعد پھر خدا تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہوا کرتے ہیں اور لمبے عرصے تک قومیں ان قربانیوں کا پھل کھایا کرتی ہیں۔ اس لئے آج یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے ہماری مشقتوں کا عرصہ ختم کر کے پھر رحمتوں اور فضلوں کے نزول کا دور شروع فرمائے۔

حضور انور نے آخر پر فرمایا۔ کہ فضل تو دکھوں کے اس دور میں بھی ہر آن نازل ہوتے رہے ہیں اور میں نے بارہا بیان بھی کئے ہیں مگر ان فضلوں کے ساتھ جب اپنے ان مظلوم بھائیوں کے دکھ کا خیال آتا ہے تو ان فضلوں میں ایک دکھ کا عنصر بھی شامل ہو جاتا ہے۔ گویا ایسے پھول ہیں جن کے ساتھ کانٹے بھی لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے اب یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کانٹوں کو ختم کر دے اور محض فضل جاری رہے اور جماعت ایک لمبے عرصہ تک ان فضلوں کا فیض پائے۔

اس کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی۔

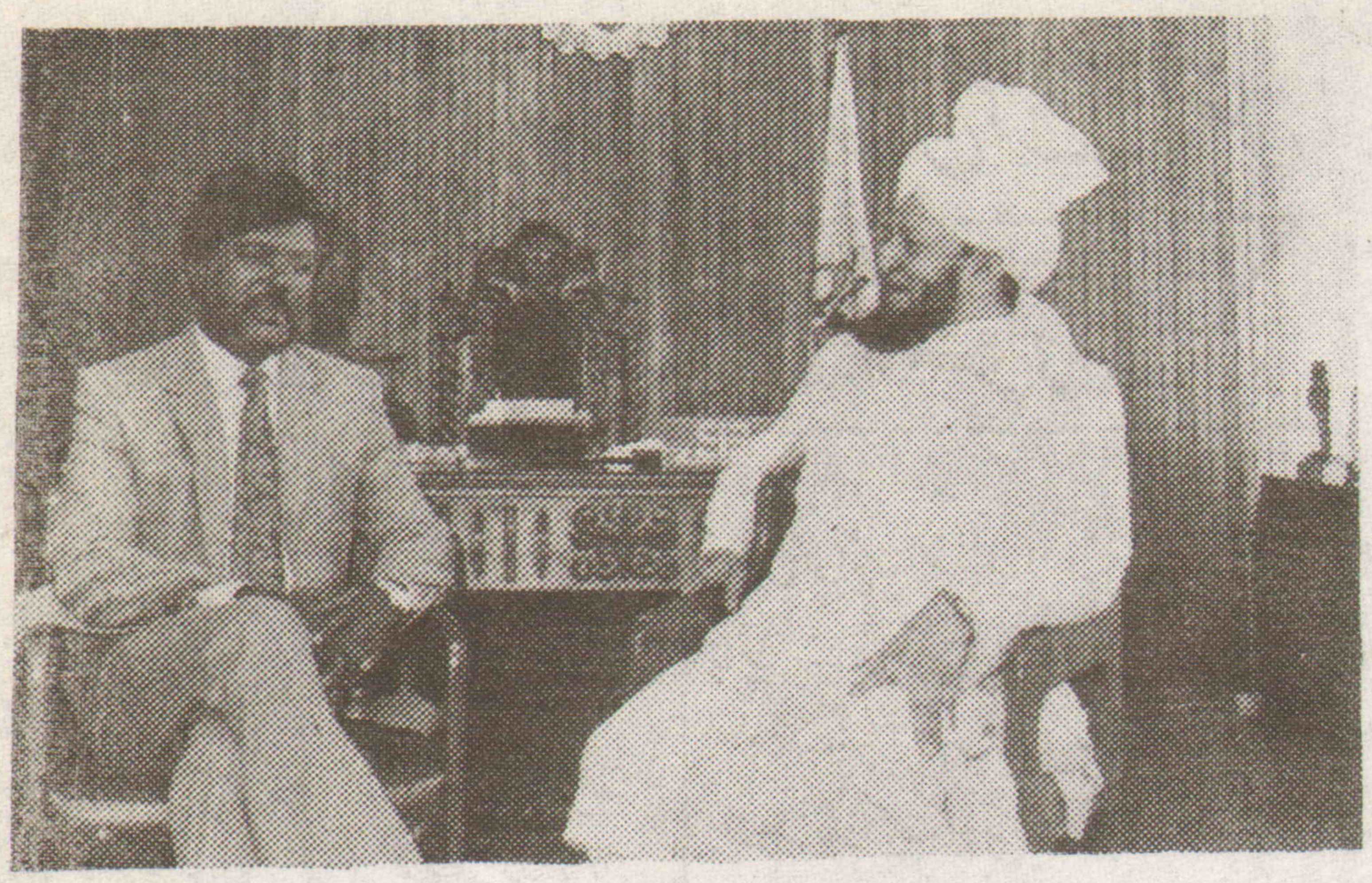

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دورہ ماریشس ۱۹۸۸ء کے دوران روز ہل شہر کے میئر MR. CUTAREE کے ساتھ مصروف گفتگو ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دورہ ماریشس ۱۹۸۸ء کے دوران گورنر جنرل ماریشس MR. VERDSENNY RINGA DOO سے ملاقات فرما رہے ہیں۔

اخبارِ احمدیہ

درخواست دعا

مندرجہ ذیل احباب نے دعا کی درخواست کی ہے۔

• مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب دار العلوم غربی ربوہ کو بیرون ملک پاؤں میں زہریلا شیشہ لگ گیا ہے جسکی وجہ سے ان کے پاؤں کی دو انگلیاں کاٹ دی گئی ہیں۔

• محترمہ شاہدہ صاحبہ بیگم ڈاکٹر لئیق احمد صاحب انصاری (گیمبیا) کے ماموں مرزا رفیق احمد صاحب علاج کیلئے لندن گئے ہیں۔

• محترمہ امۃ الشافی صاحبہ اہلیہ مکرم ماسٹر مسعود احمد بٹ صاحب (دینہ مان منڈی) بلڈ پریشر اور کان کے درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔

ہفتہ اشاعت اطفال الاحمدیہ

تمام مجالس اطفال الاحمدیہ ۱۶ تا ۲۳ ستمبر ہفتہ اشاعت منائیں۔ زیادہ سے زیادہ اطفال کو تشحیذ کا خریدار بنایا جائے۔ اطفال سے مختلف مضامین کہانیاں وغیرہ لکھوا کر مرکز میں ارسال کی جائیں۔ مخیر حضرات کی مدد سے مستحق اطفال کے نام تشحیذ جاری کروایا جائے۔

سیکرٹری اشاعت مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ

سرزمینِ قادیان کا اولین
مشہور دواخانہ
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی
۷۴۸۴۴، ۹۰۶، ـــ، ۳۱۰۲۶، ـــ

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی شیشی ۲۰ گرام پندرہ ۱۵ روپے
بڑی شیشی ۶۰ گرام پینتالیس ۴۵ روپے
ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ
فون نمبر ۶۳۴

بواسیر کورس — PILES COURSE — ۴۰ روزہ کورس — قیمت ۴۰/-
قبض کورس — CONSTIPATION COURSE — مختصر کورس — قیمت ۱۶/-
گیس کورس — FLATULENCE COURSE — مختصر کورس — قیمت ۱۶/-
جلن معدہ کورس — HEART BURN COURSE — مختصر کورس — قیمت ۱۶/-
کمی خون کورس — ANEMIA COURSE — مختصر کورس — قیمت ۱۶/-
لٹریچر ۳/- روپے کے ٹکٹ بھیج کر منگوائیں
کیور ٹو میڈیسن کمپنی گولبازار ربوہ
فون: سیلز ۷۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کپاس کی بہتر پیداوار حاصل کرنے کے متعلق چند امور

کپاس پاکستان کی ایک نہائت اہم فصل ہے ۔ جسکو عرف عام میں چاندی بھی کہا جاتا ہے ۔ قیمتی زر مبادلہ کا اہم ذریعہ ہے ۔ اس وقت پچاس ، ساٹھ فیصد زرمبادلہ روئی اور روئی کی مصنوعات سے حاصل کیا جاتا ہے ۔ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس کی پیداوار ۱۱ لاکھ گانٹھ سالانہ تھی جواب بفضل ایزدی بڑھ کر ۸۶ لاکھ گانٹھ ہو چکی ہے ۔ اس اضافہ کی وجہ زرعی ماہرین کی کاوشوں سے نئی نئی اقسام ۔ نئی ٹیکنالوجی اور کاشتکاروں کی رات دن کی محنت ہے ۔ اس وقت کپاس کاشت ہو چکی ہے ۔ اس سے بہتر پیداوار حاصل کرنے کے لئے چند مشورے درج ہیں ۔ کاشتکار احباب توجہ دیں تو زیادہ پیداوار حاصل کر کے اپنی آمد کو بڑھا سکتے ہیں ۔

(ا) کپاس قطاروں میں کاشت کی جاتی ہے ۔ جن کا درمیانی فاصلہ ۲½ فٹ تقریباً ہوتا ہے ۔ لہذا کاشتکار کو چاہئے کم از کم دو دفعہ ہل یا کلٹیویٹر سے خشک گوڈی کریں اس عمل سے جڑی بوٹیوں کی تلفی ہو جاتی ہے اور زمین میں پانی محفوظ ہو جاتا ہے ۔ نیز بعض قسم کی بیماریوں یا کیڑوں کی روک تھام ہو جاتی ہے ۔

(ب) پہلا پانی تقریباً ۳۰۔۳۵ دن بعد لگائیں وتر آنے پر پھر ایک دفعہ ہل سے گوڈی کر دیں

(ج) کپاس کو کیمیائی کھاد امونیم سلفیٹ ، امونیم نائٹریٹ ایک بوری سنگل سپر فاسفیٹ دو بوری اور سلفیٹ آف پوٹاس ایک بوری

ماہ ستمبر کے پہلے ہفتہ میں نیواکران باڈلیس یا سائیگان استعمال کریں ماہ ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں پولی ٹرین سی یا ٹال سٹار وغیرہ استعمال کریں ۔

جب پھول آنے شروع ہوں تو ایک بوری امونیم سلفیٹ / امونیم نائٹریٹ فی ایکڑ دیں ۔ خیال رکھیں کہ پودوں کا رنگ گہرا سبز ہو اگر ضرورت محسوس ہو تو مزید ایک بوری امونیم سلفیٹ / امونیم نائٹریٹ دیں ۔

(د) کپاس پر رس چوسنے والے کیڑوں یعنی سفید مکھی ۔ ایفڈ ۔ سبز تیلا جیسڈ وغیرہ کا حملہ جلد شروع ہو جاتا ہے ۔ لہذا مناسب دوائیوں کا استعمال کیا جائے ۔

جب پھول شروع ہوتے ہیں تو گلابی سنڈی اور چتکبری سنڈی وغیرہ کا حملہ ہوتا ہے ۔ لہذا سپرے کا فوری انتظام کیا جائے ۔

بطور نمونہ چند دوائیاں تحریر ہیں استعمال کریں یا مقامی عملہ محکمہ زراعت کی راہنمائی حاصل کی جائے ۔

ماہ جولائی کے آخری ہفتہ میں روگر یا سائیگان یا ٹیمران استعمال کی جائے ۔

دوسرا سپرے ماہ اگست کے پہلے ہفتہ میں تھائیوڈان یا سائیگان یا نیواکران کا سپرے کیا جائے ۔

تیسرے ہفتہ ماہ اگست میں پولی ٹرین سی چھڑکیں ۔

آخری سپرے ماہ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں پولی ٹرین سی یا پیر تھرائڈ گروپ کی کوئی دوائی چھڑکیں ۔

اگر مائیٹس کا حملہ ہو تو دوائی کیلتھین یا مورو سائڈ وغیرہ استعمال کی جائے ۔

کاشتکار احباب سے درخواست ہے کہ فصل کو باقاعدگی سے دیکھتے رہیں جونہی کسی قسم کی بیماری یا کیڑوں کا حملہ نظر آئے فوراً انسدادی تدابیر اختیار کریں ۔

اللہ تبارک تعالیٰ آپ کی محنت میں برکت عطا فرماوے ۔

(مرسلہ نظارت زراعت)

خبروں کا پس منظر

پولینڈ ۱۹۴۴ء سے کمیونسٹ پارٹی کے زیر اقتدار تھا اس پارٹی کا نام یونائیٹڈ ورکرز پارٹی ہے اور ۴۵ سال سے پولینڈ پر حکومت کرتی چلی آرہی ہے ۔ گذشتہ کئی سالوں سے سولیڈیریٹی یونین اس کوشش میں تھی کہ وہ حکومت کی پارٹی کو شکست دے کر خود حکومت کرنے کے قابل ہو سکے ۔ سالیڈیریٹی یونین کے لیڈر کا نام لیخ ولیسا ہے ۔ اور وہ اس عرصے میں کئی دفعہ قید و بند کی مشقت بھی اٹھا چکے ہیں ۔ اب سالیڈیریٹی یونین نے انتخاب میں اکثریت حاصل کر لی ہے ۔ اور پولینڈ کی حکومت بنانے کا انہیں اختیار مل گیا ہے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ صدر (WOJCIE — CHJARUZELSKT) ووجیخ جیروزلسکی سالیڈیریٹی یونین کے ایک ایڈیٹر کو جن کا نام ٹیڈوز میزووسکی (TADEUSZ MAZO WIECKI) وزیر اعظم مقرر کریں گے ۔ یونائیٹڈ ورکرز پارٹی کے ساتھ اس وقت تک جو معاہدہ طے پایا ہے وہ یہ ہے کہ وزیر دفاع اور وزیر داخلہ کمیونسٹ پارٹی سے لئے جائیں گے ۔ اور باقی وزراء سالیڈیریٹی سے ۔ اگرچہ کمیونسٹ پارٹی یہ کوشش کر رہی ہے کہ ان کے لئے صرف دو وزراء کی نامزدگی کافی نہیں ۔ انہیں اس سے زیادہ تعداد میں وزارتیں ملنا چاہئیں ۔ میزووسکی کی نامزدگی کے بعد سالیڈیریٹی کے رہنما ولیسا نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ وہ اب ریٹائر ہو جائیں گے ۔ گویا کہ انہیں میزووسکی کی تقرری سے اطمینان ہو گیا ہے ۔ کہ ان کے کام کو صحیح طور پر آگے بڑھانے کے انتظامات ہو گئے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ میری زندگی بھر کی جدوجہد اب اختتام پذیر ہونے والی ہے ۔ اب عوام کو آزادی اور جمہوریت کے اصول رکھنے والی حکومت مل گئی ہے ۔ جن اصولوں کے لئے ہم اتنی دیر تک جدوجہد کرتے رہے ہیں وہ اب کامیابی کے ساتھ ملک میں پھیل گئے ہیں اور انکو قبول کر لیا گیا ہے ۔ اب میں صرف سالیڈیریٹی ٹریڈ یونین کی خدمت کرتا رہوں گا ۔ لیکن انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ پولینڈ اور پولینڈ کے عوام کی ہر قسم کی خدمت کیلئے ہر وقت تیار رہیں گے ۔ نئے وزیر اعظم کو میں یقین دلاتا ہوں کہ میری مدد انہیں ہر وقت حاصل رہے گی ۔

ضرورت اکاؤنٹنٹ

ناصر فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) ربوہ کو ایک محنتی اور تجربہ کار اکاؤنٹنٹ کی ضرورت ہے ۔ تنخواہ حسب قابلیت دی جائے گی ۔ اپنی درخواستیں صدر یا امیر کی تصدیق کے ساتھ حسب ذیل پتہ پر بھجوائیں ۔

چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن ربوہ

P.B. NO. 66

ہر قسم کے
ریفریجریٹرز • ائیر کنڈیشنرز
ڈیپ فریزرز
خریدنے کے لئے ہمارے
ہاں تشریف لائیں ۔
نیشنل الیکٹرانکس
1 ۔ لنک میکلوڈ روڈ ۔ لاہور
فون
۲۲۳۲۲۸ - ۵۷۳۰۹

بدی ایک ایسا ملکہ ہے جو انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۷)

راحت جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت ۱۴/-

شربت صدر
نزلہ ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت ۸/-

تریاق معدہ
خرابی ہاضمہ کا موثر علاج
قیمت ۱۴/-

تریاق بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت ۱۵/-

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت ۵/-

اکسیر پائیوریا
خون اور پیپ کو روکتا ہے
قیمت ۱۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ)
گولبازار ۔ ربوہ
پوسٹ بکس نمبر ۶۰ فون نمبر ۶۳۴